

اسلام کا پہلا سفیر

حضرت مَصْعَبُ الْخَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

مصنف :- سید ریاض حسین شاہ

ادارہ تعلیمات اسلامیہ

خیابان سید سیکٹر ۳ راولپنڈی

## بنیادی عقیدہ

- اللہ ہمارا رب ہے، اور منزہ عن العیوب ہے۔
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور معصوم عن الخطا ہیں۔
- قرآن مجید خدا کی کتاب، ہمارا ضابطہ حیات اور بے عیب ہے۔

انسان خطاؤں اور لغزشوں کا پتلا ہے۔ اس حیثیت سے بہر حال یہ امکان رہتا ہے کہ وہ لکھتے ہوئے پھسل جائے۔۔۔۔۔ دورانِ مطالعہ اگر آپ اشارہ یا صراحت کسی بھی انداز میں ہمارے درج بالا بنیادی عقیدہ کو مجروح ہوتا ہوا پائیں تو اس کو ہماری ذاتی کمزوری متصور کرتے ہوئے قلم زد کر دیجئے ہم اپنی عزت، مقام اور جھوٹی انا کے مقابلہ میں ایمان کو بہر صورت ترجیح دیتے ہیں۔

\*\*\*\*\*

### نوٹ (منجانب:- سائٹ ایڈمن)

محترم قارئین۔ اگر آپ کو کسی کتاب / مضمون میں کوئی ٹائپنگ کی لفظی غلطی نظر آئے تو برائے کرم ہمیں فوراً ای میل ایڈریس پر (کتاب / مضمون کا نام بمع صفحہ نمبر) مطلع فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ اللہ عزوجل ہمیں ہر خطا سے محفوظ فرمائے اور جو غلطی ہوئی اُسے معاف فرمائے۔ آمین

E-mail :- [kamranis1@hotmail.com](mailto:kamranis1@hotmail.com)

[kamran@shahjee.net](mailto:kamran@shahjee.net)

Website :- [www.shahjee.net](http://www.shahjee.net)

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا :-

أُولَئِكَ الَّذِينَ

هَدَاهُمُ اللّٰهُ

وَأُولَئِكَ هُمَّ

أُولُو الْأَلْبَابِ

وہی تو لوگ ہیں جنہیں

اللہ نے ہدایت سے نوازا

اور-----

وہی ہیں عقل والے

بصیرت اور بصارت کے نورانی چراغ اور جمال اسوہ اور حسن سیرت کی تاباں قندیلیں " صحابہ کرام رضی اللہ عنہم " جنہیں قرآن حکیم نے عقل و فکر اور دانش و بینش کا خزانہ قرار دیا۔ لاریب اپنی فیض رسی میں انسانیت کے لئے رشک مہر و ماہ ہیں۔ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور نور صحابہ جنہیں شرف انسانیت کے حوالے سے کبھی بھلایا نہیں جاسکے گا۔ انہی میں سے ایک " حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ " تھے

جو انان قریش کا فخر-----

زنیت کندگان کی نازش-----

تہذیب مکہ کا کوکب درخشاں-----

رومان شہر کا نغمہ لطیف-----

نارِ محبت کی دلبرانہ آنج-----

اور بوئے دلبر کی حسن نواز مہک-----

" حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ "

خوبصورت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

اور

رشک جمال ابن عمیر رضی اللہ عنہ

کے قدموں میں اس کی ماں نے دنیا کی ہر نعمت لارکھی تھی، شاید یہی وجہ ہے کہ " مکہ " کی ہر مجلس اور ہر محفل یہی چاہتی کہ " مصعب " ان کے درمیان بیٹھا رہے۔ حراشت سن، فراوانی نعم، جولانی حیات، حریت فکر، زینت ظاہر، حُسن گفتار اور آزادی اعمال ایسے خصائل نے ہر فرد کا دل مصعب رضی اللہ عنہ کے لئے کھول دیا تھا۔

حضرت " مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ " کی آزاد آزاد اور گرم گرم مجلسوں میں کسی نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقدیر بدل دعوت کا ذکر کر دیا۔ وہ لوگ کتنے خوبصورت اور اچھے ہوتے ہیں جن کے جسم پہاڑوں سے سخت لیکن ان کے دل موم سے نرم ہوتے ہیں۔ " حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ " یقیناً ایسے ہی لوگوں سے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت سنتے ہی " دارالارتم " میں جا پہنچے۔ لسان نبوت سے قرآن سُننا۔ برق نور دل سے پار ہو گئی۔ آنکھیں ڈبڈبانے لگیں۔ پرانی جہالت نے تھوڑا سا سہارا دینے کی کوشش کی لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا پربرکت ہاتھ ان کے سینے پر رکھ دیا۔ دستِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکلنے والے نور نے مصعب رضی اللہ عنہ کو تھام لیا اور وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے، اس طرح پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر حقیقت معلوم ہونے لگی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نرم و نازک دعوت نے مصعب رضی اللہ عنہ ایسے انسان کو بدل کر رکھ دیا۔

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کا ذکر فرماتے ہوئے اک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔۔۔۔۔

مَارَايْتُ بِمَكَّةَ

أَحْسَنُ لِمَّةً

وَلَا أَنَحَمَ نِعْمَةً

میں نے مکہ میں مصعب بن عمیر سے

زیادہ خوبصورت بالوں والا اور

ناز و نعمت والا کسی کو

نہیں دیکھا۔

اسلام اور ایمان کے نعمتِ عظمیٰ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو شجاعت اور فکری عظمت کے اس زینہ پر لاکھڑا کیا کہ مکہ کے بطل، اشراف اور اصنام گران کے نام سے خوف کھانے لگے۔ حضرت صبا و مسادین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترقی و ترویج میں محنت اٹھانے لگے۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سینے سے ہر طرح کا حزن و ملال چھین لیا وہ پیشانی جو پہلے انسانی بناؤ سنگار سے آراستہ دکھائی دیتی تھی اب "نورِ خدا" کی امین ہو کر رہ گئی۔

اس عالم بے ثبات میں بڑے بڑے شہجیع لوگ جن کو آہنی زنجیروں میں بھی جکڑنا دشوار ہوتا بعض اوقات کچے دھاگوں کی زحمت آفریں گرہوں میں مقید ہو کر رہ جاتے ہیں۔ " حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ " اگرچہ اس دور کے اٹھنے والے ہر فتنہ کے خلاف سینہ سپر تھے لیکن نفسیاتی تانے بانے سے بنے ہوئے ایک جال نے انہیں بری طرح اپنے محاصرے میں لے رکھا تھا اور وہ ان کی ماں " حناس بن مالک " تھی۔ " حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ " نے ایک عرصہ تک اپنی ماں سے اسلام کو چھپائے

رکھا۔ لیکن نیکی نور ہوتی ہے۔ جسے چھپانا محال ہوتا ہے۔ عثمان بن طلحہ نے انہیں نماز پڑھتے دیکھ لیا اور آندھی سے بھی تیز دوڑا اور "حناس" کو مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ایمان کی خبر دے دی۔

ماں نے سرعت غضب میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے منہ پر ایک چپت رسید کرنا چاہی لیکن مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی پیشانی نے نکلنے والے نور کے سامنے جیسے ان کی ماں کے ہاتھ شل ہو گئے ہوں۔۔۔۔۔

ماں مار تو نہ سکی لیکن حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ایک ستون کے ساتھ جا کر باندھ دیا۔ اس اسارت کی زحمت اور ایذا کو مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے سوا کون جان سکتا ہے کہ ماں بیٹے کے ہاتھوں میں صرف لات اور منات کی بجائے لئے رسیاں ڈال رہی تھی۔ بے شک مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے دوسرے لائق صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح ایثار اور قربانی کی وہ مثال قائم کی جس کی روشنی تا قیامت بھٹکے ہوئے مسافروں کو جادہ حق کا سراغ فراہم کرتی رہے گی۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے پیغمبر کے پیچھے آنے والوں کو سمجھایا کہ اگر ماں کی مامتالات اور منات کے لئے بیٹے پر شفقت کو بھول جائے تو پیغمبر کی محبت میں بیٹوں پر لازم ہوتا ہے کہ وہ ماں و باپ کی فرضی محبتوں کو فراموش کر دیں۔۔۔۔۔

قرآن مجید نے کس احسن پیرائے میں اسی مفہوم کو ادا فرمایا۔۔۔۔۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا  
لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَأَخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ  
إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ  
وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

(التوبہ: ۲۳)

اے ایمان والو۔۔۔۔۔

اپنے باپوں اور بھائیوں کو دلی دوست نہ بناؤ۔۔۔۔۔

اگر وہ ایمان پر کفر کو ترجیح دیں۔۔۔۔۔

اور تم میں سے جو انہیں دوست بنائے تو ایسے ہی لوگ ظلم کرنے

والے ہیں۔۔۔۔۔

حضرت مصعب الخیر رضی اللہ عنہ نے ایک رات "حناس" اور محافظوں کو غافل پایا اور حبشہ کی طرف بھاگ گئے۔ مسلمان جب حبشہ سے پہلی بار واپس لوٹے تو حضرت رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ واپسی پر ماں نے دوبارہ قید کر لیا اور اس مرتبہ اذیت اور زحمت میں بھی اضافہ کر دیا یہاں تک کہ کھانا پینا بھی بند کر دیا۔ حضرت مصعب الخیر رضی اللہ عنہ نے اب کہ ماں کو دھمکی دے دی کہ وہ والدہ کو تو کچھ نہیں کہیں گے لیکن اس کے مددگاروں کو قتل کر دیں گے۔ ماں بیٹے کی ہر حالت سے واقف ہوتی ہے۔ "حناس بنت مالک" اپنے بیٹے مصعب رضی اللہ عنہ کے عزم اور حوصلہ سے واقف تھی کہ مصعب رضی اللہ عنہ کی شجاعت

کے جوہر اب کھلیں گے۔ آسمان آج ایک عظیم منظر دیکھ رہا تھا کہ ایک ماں ضد اور ہٹ دھرمی پر اڑی تھی اور اسے کفر پر اصرار تھا اور ایک بیٹا ایمان پر پختہ تھا اور اسے اسلام پر اصرار تھا۔ ہٹ دھرم ماں نے رو کر بیٹے کو گھر سے نکال دیا اور پر عزم بیٹے نے ماں سے یہ کہتے ہوئے آزادی حاصل کی :-

يَا اُمَّه !!

اِنِّى لَكَ ناصِحٌ

وَعَلَيْكَ شَفِوْقٌ

فَاشْهَدِىْ اَنَّهُ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اے ماں!

میں تیرا خیر خواہ ہوں اور مجھے تجھ پر رحم آتا ہے

گو ابی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں

ماں نے ستاروں کی قسم اٹھائی اور کفر چھوڑنے سے انکار کر دیا۔۔۔۔۔

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے ماں کو چھوڑ دیا۔۔۔۔۔

آبائی وطن مکہ کو خیر آباد کہا۔۔۔۔۔

ناز و نعمت پر لات ماری۔۔۔۔۔

اور۔۔۔۔۔

حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔۔۔۔

فقر و فاقہ کو عیش و تنعم پر ترجیح دے دی۔۔۔۔۔

اور ایک بار پھر راہِ محبت میں ہجرت اختیار کی۔۔۔۔۔

واپس لوٹے اور ایک مختصر سی مدت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی " مجلس ناز " میں گزاری۔ قرآن مجید سیکھا۔ مزاج

رسالتِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آشنائی حاصل کی۔ زہد و عبادت نے رنگ جمایا۔

"مصعب رضی اللہ عنہ" جیسے رحمتوں کی برسات میں بھیگ بھیگ گئے ہوں۔ رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانی

مخفلوں نے مصعب رضی اللہ عنہ کو علم و عرفان، ذوق و شوق، عشق و مستی، درد و آہ، صبر و ثبات، حوصلہ و ہمت، درع و تقویٰ اور

ہنر و آگہی کا مجسمہ بنا دیا۔ جب کبھی رسول محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محفل میں نہ ہوتے تو " مصعب رضی اللہ عنہ " کی باتیں " وعظ

و تذکیر " کی جوت جگاتیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ کامل نے مصعب رضی اللہ عنہ " کے لئے لوگوں کے دل

کھولنے شروع کر دیئے۔

-----	مکہ شریف
-----	شہر خلیل
-----	بندہ طیبہ
-----	مکان نور
-----	مقام رحمت
-----	میزابِ عرفان
-----	مولد احمد صلی اللہ علیہ وسلم
-----	منظر عشق
-----	رشک ارض
-----	مرکز ایقان
-----	راہ جنت
-----	اور

"ذُردہ حجاز" "حسن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کی نورانی کرنوں سے انسانیت کے بے نور چہروں کو ضیا بار کر رہا تھا۔ انوار الہیہ کے بے حجاب جلوؤں میں ذوق و مستی کی لہریں اٹھ رہی تھیں۔ مکہ شریف جیسے رحمتوں کی بارش میں نہا رہا ہو۔ محفل محفل، مجلس مجلس اور گھر گھر جمال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "کو دیکھنے والی آنکھیں بے تاب رہنے لگی تھیں۔ نور کی اس بستی میں "مصعب الخیر رضی اللہ عنہ" کی آنکھیں بھی "والضحیٰ" کے جمال بے عدیل کے تعاقب میں رہتیں۔

مدینہ شریف

مدینہ کریم

اور شہر دلبر سے چند لوگ آئے

مشرف بہ اسلام ہوئے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن رحمت پکڑا اور عرض کی

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہمارے ساتھ دین سکھانے کے لئے کوئی معلم

روانہ فرمائیے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ان کے جید، لائق اور عظیم المرتبت اصحاب کھڑے تھے، جن میں

بزرگ بھی تھے

پڑھے لکھے بھی تھے

جہاندیدہ اور جہاں بین بھی تھے

اور ایسے بھی تھے جو سائے کی طرح رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے ہوں  
لیکن آج

آپ کی نگاہ انتخاب حضرت "مصعب الخیر" پر جا ٹھہری اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپکو مدینہ شریف میں تعلیم و دعوت کے لئے روانہ فرما دیا۔ اس طرح حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو پہلا سفیر اور "مقرنی" ہونے کی سعادت میسر آئی۔

اول سفر الی الاسلام

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

"مدینہ منورہ" تشریف لائے

سوچوں کی گہرائی لئے

افکار کا عمق سجائے

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوب کر

اور نور کتاب میں نہا کر

مدینہ شریف تشریف لائے

سب سے پہلے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ یا سعد بن زرارہ کے پاس اترے۔ مدینہ میں تشریف فرما ہوتے ہی تحریک حق کی دعوت کا آغاز کر دیا۔ آپ صبح و مسامخ مختلف مکانوں پر تشریف لے جاتے، قبائل سے رابطہ کرتے۔ قرآن مجید پڑھ پڑھ کر سناتے "اسلام کی حقانیت" کو از حد میٹھے میٹھے انداز میں بے نقاب کرتے۔ آپ کی دعوت کے نتیجے میں ایک ایک دو دو لوگ مشرف باسلام ہونے لگے۔ مدینہ شریف اور حوالی مدینہ "میں اسلام کی دھوم مچ گئی"۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اسلامیان مدینہ کی شیرازہ بندی اور تحریکی امور میں اجتماعیت اور مرکزیت پیدا کرنے کے لئے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے سعد بن خثیمہ کے مکان پر نماز جمعہ کا آغاز فرمایا۔ اس طرح اسلام میں سب سے پہلے امامت جمعہ کی سعادت بھی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی۔

اسلوب دعوت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کمال مناسبت پائی۔ لوگ قتل کے لیے آتے اور دام محبت میں گرفتار ہو کر واپس لوٹتے۔ "اسید بن حنیف" ایک موقع پر غضب کی آگ بن کر حضرت الخیر کی مجلس میں آیا اور قتل کی دھمکی دی۔ حضرت مصعب جمال حبیب کا آئینہ بن کر لطف و کرم کے انعکاسی ماحول میں میٹھی میٹھی زبان اور نرم نرم لہجے میں ارشاد فرمانے لگے۔

أَوَلَا تَجْلِسُ فَتَسْتَمِعُ

فَإِنْ رَضِيتَ أَمْرًا قَبْلَتَهُ

وَإِنْ كَرِهْتَهُ كَفَفْنَا عَنْكَ مَا تَكْرَهُ

کیا تو بیٹھے گا نہیں

تاکہ بات سن سکے

اگر ہماری دعوت پر راضی ہو گیا تو قبول کر لینا

ورنہ

ناپسندیدگی کی صورت میں ہماری طرف سے وہ کافی ہے جسے

تو پسند نہیں کرتا

نوری نوری دھیمے دھیمے اور رس بھرے ان میٹھے بولوں نے جیسے "اسید" کی قسمت بدل کر رکھ دی ہو۔

اس نے اپنا نیزہ زمین پر پھینک دیا اور

انہماک سے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی باتیں سننے لگا

حضرت مصعب الخیر رضی اللہ عنہ نے اپنے مخصوص انداز میں قرآن مجید کی تلاوت کی نورانی پھولوں کی اس رت میں اسید بن حنیر کی پیشانی چمکنے لگی اور وہ بول اٹھا

مَا أَحْسَنَ هَذَا الْقَوْلِ

کتنا خوبصورت ہے یہ کلام

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے اسے طہارت کا حکم دیا اور اسید خاموشی کے ساتھ مجلس سے غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد

ہی اسید بن حنیر مجلس میں داخل ہوا۔ اس طرح کہ اس کے بالوں سے غسل کرنے کی وجہ سے پانی ٹپک رہا تھا۔

اوپھر اہل مدینہ نے دیکھا کہ مصعب رضی اللہ عنہ کو قتل کی دھمکی دینے والا اسید اس کے سامنے کھڑا پکار رہا تھا

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے رسول ہیں

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی دعوت نے مدینہ میں دھوم مچادی

مجلس مجلس اسلام کی باتیں ہونے لگیں

دل کھینچنے لگے اور سینے تڑپنے

اسلام لانے والے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے کے لئے بے تاب تھے اور خود حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بھی

رسول انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال بینظیر کی زیارت کے لئے مضطرب رہنے لگے تھے۔ ایک سال کا عرصہ جب گزر گیا تو

حضرت الخیر رضی اللہ عنہ ستر کے کچھ اوپر افراد کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تاریخ میں

انہی افراد کی حاضری اور بیعت کو بیعت عقبہ ثانیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔۔۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کچھ عرصہ تک مکہ شریف ہی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مقیم

رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت سے تقریباً بارہ دن پہلے مدینہ شریف تشریف لے آئے۔ مدینہ شریف میں رسول

انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص کے درمیان عقد مواخاۃ کیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے

کہ حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ یا ذکوان بن عبد قیس میں سے ایک بزرگ کے ساتھ ان کا عقد مواخاۃ ہوا۔

طبقات ابن سعد رضی اللہ عنہ میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ حالت یہ تھی کہ جسم پر دھاری دار چادر کا ایک ٹکڑا تھا۔ اور اس میں چمڑے کا ایک بیوند لگا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہ نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو سر جھکا لیا اور رونے لگ گئے۔ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو تھوڑی دیر محبت اور پیار سے دیکھتے رہے۔ اور پھر ارشاد فرمایا :-

لَقَدْ رَأَيْتُ مُصْعَبًا هَذَا-----  
 وَمَا بِمَكَّةَ فَتَى أَنْعَمَ عِنْدَ أَبِيهِ مِنْهُ-----  
 ثُمَّ تَرَكَ ذَلِكَ كُلَّهُ حُبًّا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ-----

میں نے مصعب رضی اللہ عنہ کو یوں بھی دیکھا  
 کہ مکہ میں کوئی جوان اپنے والدین کے ہاں  
 ان سے زیادہ ناز و نعم میں نہ تھا

اور پھر مصعب رضی اللہ عنہ نے یہ سب کچھ اللہ اور اس کے  
 رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں چھوڑ دیا

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ صرف یہی نہیں کہ "مقری" تھے، عالم تھے اور مفسر قرآن بلکہ جب میدان جہاد میں اترتے تو بڑے بڑے بلانوشوں اور پہلوانوں کی سٹی گم ہو جاتی۔ غزوہ بدر میں مہاجرین کا سب سے بڑا جھنڈا حضرت رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ حب رسول اور عشق رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں جری بنا دیا تھا۔ جدھر بڑھتے اسے پیٹتے اسے مارتے تڑاق پڑاق دشمن آپ کی چوٹوں کی زد میں پڑتے۔ بدر کے بعد جب احد کا معرکہ ہوا تو پھر مسلمانوں کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اٹھائے ہوئے تھے۔ جنگ کا ہنگامہ جب شعلے برسانے لگا تو خالد بن ولید نے عقب سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ قریشی قلب لشکر میں گھس گئے نیزوں تیروں سے چھاتیاں چھلنی ہونے لگیں۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جیسے لوہے کی لاٹ ہوتے ہیں جتے رہے اور اسلام کا جھنڈا ہراتا رہا۔ اچانک ابن قیمہ آگے بڑھا اور ایک بھر پور وار کر کے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا سیدھا ہاتھ کہنی سے کاٹ دیا۔ حضرت الخیر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا دوسرے ہاتھ میں تھام لیا اور پامردی اور ثبات کے ساتھ ضرب و حرب میں مشغول رہے۔ ابن قیمہ نے بلانوش مصعب رضی اللہ عنہ پر دوسرا وار کیا اور بایاں ہاتھ بھی کاٹ دیا حضرت نے دونوں کٹے ہوئے بازو جوڑ لئے اور ٹھنٹ سے جھنڈے کی چھڑ دہالی۔

مجاہد تھے گرفتار اپنے اپنے حال کے اندر  
 عقابوں کی پھنسیا تھا فضا نے جال کے اندر  
 علم کی چھڑ پہ گردن اور سر خم ایک شانے پر  
 جبیں سوئے فلک آنکھیں خدا کے آستانے پر

ابن قیمہ نے اب تلوار پھینک دی اور غم و غصہ میں آتش فشاں بن گیا اور اپنا نیزہ بے دست، خدامست، مصعب رضی اللہ عنہ کے سینے پر اس زور سے مارا کہ جسم چھید گیا۔ مصعب رضی اللہ عنہ کے پاؤں لڑکھڑائے اور آپ کے ہاتھ سے جھنڈا "ابوالروم" نے تھام لیا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے جان جان آفریں کے سپرد کر دی،

سر سجدہ گزار اس طرح اترا فرش کے اوپر  
صدائیں "ابی الاعلیٰ" کی گونجیں عرش کے اوپر  
جھکا لہرا کے فرش خاک کی جانب تن خاکی  
اٹھا افلاک کی جانب غبارِ نور افلاکی

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا شرٹے بھرتا خون خاک اُحد میں جذب ہو گیا اور آپ کا چہرہ خاک و خون میں ڈوب گیا۔ اور آپ کی بند آنکھیں شاید رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زخمی حالت میں نہ دیکھنا چاہتی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی :-

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ج

فَمِنْهُمْ مَن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَن يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۝ (الاحزاب: ۲۳)

مومنوں میں کچھ مرد ہیں -----

جنہوں نے اللہ سے کیا عہد سچا کر دکھایا۔-----

ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی انتظار کر رہا ہے

اور وہ ذرا نہ بدلے۔-----

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

لَقَدْ رَأَيْتَكَ بِمَكَّةَ -----

وَمَا تَلْبَسُ أَرْقُ حَلَّةً -----

وَلَا أَحْسَنُ لِمَةً مِنْكَ -----

ثُمَّ مَا أَنْتَ ذَا شَعْتِ الرَّأْسِ فِي بَرْدَةٍ "

"میں نے تجھے مکہ میں دیکھا، تجھ سے زیادہ کوئی

قیمتی لباس نہ پہنتا اور تیرے بالوں سے زیادہ کسی

کے بال حسین نہ ہوتے اور اب کہ تو مصعب

رضی اللہ عنہ یوں ہے کہ تیرا سر غبار میں آلودہ ہے

اور ایک چادر میں پڑا ہے۔"

حضرت خباب فرماتے ہیں کہ

ہم نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور ہر عمل اللہ کی رضا کی خاطر کیا ہم میں سے کسی نے دنیا میں اپنا حصہ قبول نہ کیا۔ جو لوگ گذر گئے ان میں مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کو دیکھا کہ غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ انہیں کفن دینے کے لئے کچھ نہ ملا ایک چھوٹی سی اُدنی چادر تھی جب اس میں مصعب رضی اللہ عنہ کو کفن دیا گیا تو سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہوتے اور پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا چادر میں سر ڈھانپ لو اور پاؤں پر اذخر گھاس دے دو۔

أحد کا معرکہ اختتام پذیر ہوا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصعب رضی اللہ عنہ اور انکے دیگر رفقاء کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا :-

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ يَشْهَدُ أَنْكُمْ الشُّهَدَاءُ أَنْتُمْ  
عِنْدَ اللَّهِ --- يَوْمَ الْقِيَامَةِ ---

بے شک اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گواہی دیتا ہے کہ تم سب اللہ کے نزدیک قیامت کے دن شہید اٹھو گے ---

اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطاب فرمایا

أَيُّهَا النَّاسُ  
زُورُوا هُمْ  
وَأَتُوا هُمْ  
وَسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ  
فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ

لَا يُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ مُسْلِمٌ حَتَّىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ  
إِلَّا رُدُّوا عَلَيْهِ السَّلَامَ

(اسعد الغابه في معرفة الصحابه)

اے لوگو! ان کی زیارت کرو اور ان کے پاس آکر ان پر سلام  
بھیجو، مجھے اس ذات کی قسم جن کے ہاتھ میں میری جان ہے  
قیامت تک نہیں ہے کوئی مسلمان کہ ان پر سلام بھیجے  
اور یہ اس سلام کا جواب نہ دیں۔

اے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ۔۔۔۔۔!

اے شہدائے اُحد۔۔۔۔۔!!

اے رفعاے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔۔۔۔!!!

تم سب پر ہمارا سلام ہو جائے۔۔۔۔۔



www.shahjee.net